مولانا محمد ولی خان مظفر زئی

عالم اسلام

نیپال — ایک بدحال مسلم اقلیت

مسلم ممالک میں اقلیتوں کے وارے نیارے ہیں۔ انہیں گوناگوں سہولتیں اور حقوق حاصل ہیں مزید ملنے پر ان کی ہوس بڑھتی ہے اور حروف شکایات ہمیشہ ان کی زبانوں پر جاری ہتے ہیں۔ ادھر غیر مسلم ممالک میں عام حالات کے دوران بھی مسلمانوں پر جو بیتتی ہے اس کا ایک نقشہ پیش کیا جارہا ہے۔ جینے والے سسک سسک کر جوں توں زندگی کے دن پورے کرتے ہیں تو مردوں کو قبرستانوں میں بھی چین سے پڑے نہیں رہنے دیا جاتا۔

مسلم ممالک میں قائم دینی اداروں اور اہل ثروت اصحاب کا فرض ہے کہ معلوماتی، تربیتی اور علمی کتب وہاں بھیجیں۔ دینی مدارس اور مساجد تعمیر کردیں۔ دینی ادارے وہاں کی زبانیں سکھا کر مبلغین اور وہاں مستقل رہائش اختیار کرنے والے واقفین زندگی روانہ کیا کریں تاکہ ہمارے کچلے ہوئے اور مظلوم بھائی اغیار کی ایمان دشمن سرگرمیوں کا شکار ہونے سے بچیں، حوصلہ پائیں، دین حق کو سمجھیں اس پر قائم رہیں اور آنے والی نسلوں کے لیے بہتر حالات چھوڑ کر جائیں۔

مملکت نیپال کا محل وقوع وسطی ایشیا میں ہندوستان اور چین کے درمیان ہے ہمالیہ کا طویل پہاڑی سلسلہ شمال میں اس کو چین سے ملاتا ہے باقی تینوں اطراف سے اس کی سرحدیں ہندوستان سے ملی ہوئی ہیں اور اس کا کل رقبہ ۱۴۱۰۰۰ مربع کلومیٹر ہے۔

نیپال کی سرزمین اکثر پہاڑوں پر مشتمل ہے جو قابل کاشت بھی نہیں ہے صرف ایک تہائی میدانی علاقہ ہے جس میں کاشت کاری کی جاتی ہے۔ پہاڑوں کی وجہ سے آب و ہوا نہایت خوشگوار ہے۔

پہاڑوں کا بلند ترین سلسلہ ہمالیہ ہے جس کی بعض چوٹیاں پوری دنیا میں سب سے زیادہ اونچی بتائی جاتی ہیں مثلاً ماؤنٹ ایورسٹ۔

نیپال کی معلوم تاریخ آج سے تقریباً سات صدی قبل سے شروع ہوتی ہے جب یہ مملکت ہندو مذہب کی

اکثریت کی بنیاد قائم ہوئی ہے۔ ہندوؤں کے بعد یہاں دوسری اکثریت بدھوؤں کی ہے۔

نیپال کا شمار دنیا کے غریب ممالک میں ہوتا ہے۔ اس لیے اقتصادی اور معاشی بحران سے دوچار ہے کاشتکاری کا تو تقریباً یہاں فقدان ہے اور یہی وجہ ہے کہ ایک آدمی کی سالانہ آمدنی صرف ۱۲۰ ڈالر ہے۔ یہاں کی قومی زبان نیپالی ہے جو سنسکرت اور ہندی سے ملتی جلتی ہے اور ہندی کے حروف سے لکھی جاتی ہے۔ کل آبادی مردم شماری کے لحاظ سے ۱۴ ملین ہے۔ جس میں ۸٪ مسلمان ہیں۔ ان مسلمانوں کی زبان اردو ہے بحری راستوں پر نیپال کی پہنچ نہیں۔ نیپال کا دارالخلافہ کھٹمنڈو شہر ہے جس کو بعض لوگ وادی بھی کہتے ہیں۔ بعض تاریخی وجغرافیائی حالات سے یہ بھی پتہ چلتا ہے کہ نیپال کا جو میدانی حصہ ہے یہ پہلے غرقاب تھا۔ طویل زمانے کے بعد یہ خشکی ظاہر ہوئی ہے۔

اس سرزمین پر اسلام کی آمد کا کوئی خاص ذکر تاریخ میں موجود نہیں ہے البتہ بعض تاریخی واقعات سے اتنا پتہ چلتا ہے کہ پانچویں صدی ہجری میں یہاں اسلام کی آمد عرب اور دیگر مسلم تاجروں کے ذریعے ہوئی تھی، ان میں سے چند تاجروں نے مستقل سکونت اختیار کرلی اور اسلام کی دعوت کو رفتہ رفتہ اس علاقے کے کونے کونے میں پہنچا دیا۔

سرکاری ذرائع ابلاغ ونشریات کے مطابق یہاں ایک ملین مسلمان ہیں مگر اسلامی تنظیموں اور اداروں کا کہنا ہے کہ یہاں مسلمانوں کی تعداد ایک ملین سے کہیں زیادہ ہے۔ ابتدائے تاریخ کے برعکس نیپالی مسلمان کی اب مالی واقتصادی اعتبار سے کوئی حیثیت نہیں۔ اکثر مزدوری اور دہقانی کرتے ہیں۔ تجارت وصنعت سے کوسوں دور ہیں۔ سرکاری ملازمتوں میں بھی نظر نہیں آتے اور اگر ہیں بھی تو ایسی ملازمتوں پر کام کرتے ہیں کہ جس سے وہ اپنی گھریلو ضروریات کو ہی بمشکل پورا کر پاتے ہیں۔ دینی لحاظ سے بھی نیپالی مسلمان بہت زیادہ ابتری کا شکار ہیں۔ اسلام سے محبت اور لگاؤ کے باوجود وسائل تعلیم اور دعوت وتبلیغ کے عمل میں کمزوری کی وجہ سے اس کے مبادیات سے اکثر ناواقف ہیں۔ بعض ایسے مسلمان بھی ہیں جو صرف اسلام کا نام جانتے ہیں اور بس۔ بایں وجہ یہاں کے مسلمانوں کے عقائد واعمال میں اسلام کی پاکیزہ روح کے بجائے بدعات ورسومات کو مرکزی مقام حاصل ہے۔

اب ان مسلمانوں کو ایسے افراد کی اشد ضرورت ہے جو ان کو اسلام کی مبادیات صاف وشفاف عقائد اور توحید خالص کا درس دیں تاکہ وہ بھی اور ان کی اولاد بھی اسلامی عقائد واعمال سے بخوبی روشناس ہوسکیں ورنہ وہ وقت دور نہیں کہ نیپال کی سرزمین سے گزران کے ساتھ ساتھ اسلام کا بھی گزر ہو جائے اور اس سرزمین کے باسی اس ابدی نورانیت وروحانیت سے محروم رہ جائیں۔

نیپال کے دارالحکومت کھٹمنڈو میں صرف چار مساجد ہیں۔ ان میں جامع مسجد نیپال میں ایک مکتب بچوں کی پڑھائی کا بھی ہے اور اسکے علاوہ تین مدارس ہیں۔ ۱۔ مدرسۃ الاصلاح ۲۔ مدرسہ سراج العلوم ۳۔ مدرسہ نورالاسلام اور بھی کئی ابتدائی مدرسے ملک کے مختلف مقامات میں موجود ہیں۔ ایک اور مدرسہ کی ابھی بنیاد رکھی گئی ہے مگر معاشی

بحران کی وجہ سے اس کا کام رک گیا ہے۔

ملک کی تمام یونیورسٹیوں میں مسلمان طلبہ کی تعداد ۱۲۰ ہے جن میں دس خواتین ہیں۔ اسلام تعلیم و تربیت سکولوں اور کالجوں میں ممنوع ہے بلکہ باعث جرم ہے حالانکہ تقریباً تمام اسلامی ممالک کے اس ملک کے ساتھ سفارتی ور سیاسی تعلقات بھی ہیں۔ اس ملک میں مسلم اقلیت کے لیے اپنے حقوق کے مطالبے کا نہ کوئی سرکاری قانون ہے اور نہ ہی نیپالی قانون کی رو سے وہ اپنے اسلامی شرعی حقوق کا مطالبہ کر سکتے ہیں۔ اکثر اوقات اسلامی اور نیپالی قوانین میں ہی تضادات کی وجہ سے انہیں بہت سی مشکلات کا سامنا کرنا پڑتا ہے۔ ان مشکلات میں سے ایک قبرستان کا مسئلہ ہے چونکہ ہندو اور بدھ اپنے مُردوں کو جلاتے ہیں اور مسلمان زمین میں جس کی وجہ سے وہ زمین قابل کاشت نہیں رہتی۔ ہندوؤں اور بدھوؤں کا مطالبہ ہوتا ہے کہ نئے قبرستان نہ بنائے جائیں اور پرانے قبرستان بھی ہمارے حوالے کئے جائیں تاکہ ہم اس میں کھیتی باڑی کریں حالانکہ مسلمانوں کے لیے الگ قبرستان کا ہونا اور مردوں کو دفنانا دین کا ایک اہم رکن ہے اور اسلامی تہذیب کی ایک اہم کڑی ہے۔

دارالخلافہ کھٹمنڈو میں تقریباً تین ہزار اور پوکھرا اس کے گرد و نواح میں تقریباً دو ہزار مسلمان ہیں۔ ملک کے دیگر علاقوں میں مسلمانوں کی تعداد اس سے زیادہ ہے مگر وہ متفرق ہیں۔ ان میں سے اکثر بھارتی حدود کے قریب بستے ہیں۔ اسی لحاظ سے کھٹمنڈو کے مسلمان دوسروں کی نسبت اسلام کے اوامر و نواہی سے کچھ نہ کچھ روشناس ہیں اور اقتصادی حالت بھی ان کی دوسرے مسلمانوں کے مقابلے میں بہتر ہے۔

کھٹمنڈو میں مقیم مسلمانوں کے علاوہ تمام مسلمان خصوصاً پہاڑوں میں بسنے والے رہن سہن، تہذیب و ثقافت، رسم و رواج میں ہندوؤں کے غلام ہیں۔ جہالت و ضلالت کے گھٹا ٹوپ اندھیروں میں پھنسے ہوتے ہیں۔ اسلامی تحریکوں اور تنظیموں سے کوئی تعلق و مناسبت نہیں رکھتے۔ اس کی وجہ ان کا اقتصادی و معاشی انحطاط ہے۔ ان میں وہ لوگ نسبتاً بہتر ہیں جو بھارتی حدود کے قریب ہیں اور بھارتی مسلمانوں سے تعلق رکھتے ہیں۔ پورے نیپال میں تقریباً دو دو ہزار آبادیوں میں صرف ایک مسجد ہوتی ہے اور وہ بھی نظم و نسق کی مشکلات سے دوچار۔ نہ اس میں کوئی مستقل امام ہوتا ہے اور نہ کوئی موذن یا بچوں کا معلم۔ اسی طرح یہاں کے مدارس کی نہ کوئی الگ تنظیم ہے جس کے تحت یہ مدارس منظم طور پر کام کریں اور نہ کوئی متفقہ نصاب تعلیم بلکہ نصاب و معیار تعلیم، مہتمم مدرسہ کی صوابدید پر ہوتا ہے۔

نیپال کی حکومت نے ایک تنظیم مسلمانوں کے لیے "جمعیۃ الاصلاح" کے نام سے بنائی تھی مگر اس میں ایسے اختلافات رونما ہو گئے ہیں کہ اب اس کا وجود بھی نہ ہونے کے برابر ہے۔ ایک اور تنظیم "ملت اسلام" نیپال کے کچھ چند نوجوانوں نے قائم کی ہے۔ شروع میں تو اس کے کارکنوں کی تعداد بہت کم تھی مگر ان کے علماء دیوبند اور دیگر علماء ہند سے روابط کی وجہ سے اس میں اب کافی لوگوں نے شمولیت اختیار کر لی ہے اور آہستہ آہستہ

قومی دھارے میں شامل ہو رہی ہے۔

نیپال کی مسلم اقلیت کشمیر، ہندوستان، تبت اور دیگر اسلامی ممالک سے مختلف زمانوں میں ہجرت کرنے والوں کی اولاد میں سے ہیں۔ ان کی اپنی زبان اردو اور قومی زبان نیپالی ہے یہاں ان مسلمانوں کے لیے اردو زبان میں اسلامی لٹریچر نہ ہونے کے برابر ہے۔ اس لیے ان کو اسلام کے بنیادی امور کی بھی خبر نہیں اور نہ ہی ارکان اسلام کو صحیح طور پر بجا لانے کا ڈھنگ جانتے ہیں۔

عیسائی، یہودی اور دیگر دینی قوتیں یہاں مسلمانوں کے درمیان زور وشور سے کام کر رہی ہیں۔ ان غیر مسلموں کی جانب سے مسلمانوں کے لیے ہسپتال، مدارس، سکول اور مکاتب کھولے جا رہے ہیں جس میں بظاہر تعلیم و تربیت اور علاج معالجہ کا کام ہو رہا ہے مگر درون خانہ مسلمانوں کو اسلام سے بیزار کرنے اور اپنے اپنے مذاہب نظریات و افکار کی دعوت دینے کا سلسلہ جاری ہے۔ اسلامی حکومتوں کے سربراہان، علماء، اسکالر ایک ایسے وقت میں خاموش تماشائی کا کردار ادا کر رہے ہیں جبکہ نیپال کی اس مسلم اقلیت کے دل ودماغ سے مذہب وعقیدہ، فکر وحریت، ایمان اور عمل علی الاعلان چھینا جا رہا ہے۔ اگر اسلامی ممالک اسلامی تنظیموں اور با اثر مسلمانوں نے اب بھی ان کی مدد نہ کی اور ان سے غافل ہی رہے تو یہ نظارہ بھی سامنے آجائے گا کہ مسلم اقلیتیں کافر وملحد اکثریتوں میں گھل مل کر ختم ہو جائیں گی۔

(بحوالہ "الفاروق" کراچی، ربیع الثانی ۱۴۱۱ھ)

نیپال کے دور دراز دیہات میں جو بلند پہاڑوں پر واقع ہیں بغیر نماز جنازہ میت دفن کر دی جاتی ہے کہ کوئی نماز پڑھانے والا نہیں ہے اسی طرح بغیر خطبہ مسنونہ اور باضابطہ نکاح کے پنچایت کے فیصلہ کے مطابق شادی کر دی جاتی ہے اس ہدایت کے ساتھ کہ جب شہر جاؤ تو کسی عالم دین سے نکاح پڑھوا لینا۔ جب کوئی تبلیغی جماعت (جو دور دراز پہاڑی دیہاتوں میں کم ہی پہنچتی ہے) آتی ہے تو گاؤں کے لوگ اپنے مرحومین کے لیے نماز جنازہ پڑھانے کی درخواست کرتے ہیں یا شادی شدہ جوڑے نکاح پڑھواتے ہیں۔

الحمد للہ صدیقی ٹرسٹ کی جانب سے قرآن کریم، درس نظامی اور صحاح ستہ شریف کے علاوہ اردو کا لٹریچر کثیر تعداد میں ہر ماہ متواتر اور مسلسل روانہ کیا جاتا ہے۔

تیس مدارس اسلامیہ کو اعزازی رکنیت دی گئی۔ یہ خدمت اہل نیپال کے لیے عجیب وغریب اور حیران کن ہے، اللہ تعالیٰ نافع بنائے۔ آمین